گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت

شیخ الحدیث والتفسیر بیہقیِ وقت
علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی علیہ الرحمة
ترتیب وتخریج
مفتی محمد اکرام المحسن فیضی

ناشر
انجمن ضیائے طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جمیع الحقوق محفوظة

سلسلۂ اشاعت	:	59
نام کتاب	:	گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت
مصنّف	:	شیخ الحدیث والتفسیر بیہقی وقت علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی علیہ الرحمۃ
ضخامت	:	16 صفحات
تعداد	:	1100
اشاعت	:	فروری 2011ء
ہدیہ:	:	ایصالِ ثواب اُمّتِ مصطفویہ ﷺ
ناشر	:	ضیائی دار الاشاعت، انجمن ضیائے طیبہ

For Download: books.ziaetaiba.com

Anjuman Zia-e-Taiba
B-1, Shadman Appartments
Block 7-8,, Shabirabad Society,
KCHS, Near Bloch Pull Karachi.

انجمن ضیاء طیبہ
B-1، بلاک 7-8، شادمان اپارٹمنٹ،
شبیر آباد سوسائٹی، KCHS، کراچی۔

Ph: 92(21) 34320720, 34320721 Fax: 92(21)34893350
E-mail: info@ziaetaiba.com , Url: www.ziaetaiba.com

پیش لفظ

الحمد للہ پیشِ نظر رسالہ ''گیارھویں شریف'' انجمن ضیاءِ طیبہ کے اشاعتی سلسلے کی ۵۹/ویں کڑی ہے۔ مختلف انداز سے بدمذہبوں اور خارجیوں نے اسلامی صفوں میں گھس کر فتنے اور نت نئے تنازعات پیدا کرنے کی مکروہ جسارتیں کی ہیں۔ جب غلامانِ اولیاء اللہ اعراس کی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں تو یہی بد مذہب عوامِ اہلِ سنّت کو کنفیوز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث و التفسیر بیہقی وقت حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی علیہ الرحمۃ کا یہ رسالہ مبارکہ گیارھویں شریف پر اعتراضات کا علمی اور مدلل جواب ہے۔

انجمن ضیاءِ طیبہ کے زیرِ اہتمام دار الافتاء کی مسند پر متمکن فاضلِ جلیل حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اکرام المحسن فیضی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے اپنے جدِّ بزگوار علیہ الرحمۃ کے اس قلمی نسخے کو ترتیب دینے کے ساتھ ساتھ تخریج کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حالاتِ حاضرہ کے فتنوں کا بر وقت مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صاحبِ کتاب حضرت بیہقیِ وقت علیہ الرحمۃ کے درجات کو بلند فرمائے اور کتاب کے ناشرین انجمن ضیاءِ طیبہ کے جملہ عہدیداران، اراکین و معاونین اور کل ملّتِ اسلامیّہ کے ایمان و جان و مال کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

سیّد اللہ رکھا قادری ضائی

خادمِ انجمن ضیاءِ طیبہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن۔

اَمَّا بَعْد

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث رضی اللہ عنہ
دہائی یا محی الدیں دہائی
بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث رضی اللہ عنہ

گیارھویں شریف حضور غوث الثقلین پیر محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی سیّدی السّیّد محی الدین عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ النُّوْرَانِیّ کی، ایصالِ ثواب کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے۔

شریعتِ محمدیہ میں بدنی اور مالی عبادت کا ثواب دوسرے مسلمان، خواہ وہ زندہ بحیاتِ دنیوی ہو یا وصال یافتہ، کو بخشنا جائز ہے (رَدُّ الْمُحْتَار) اور وہ ثواب اس مسلمان کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔ اس کا ثبوت قرآنِ مجید و حدیث شریف اور اقوالِ فقہائے کرام سے ہے۔ قرآنِ کریم نے بہت مقامات پہ

مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور نمازِ جنازہ میں بھی فوت شدہ مسلمان کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ پہلے مسلمانوں کے لیے دعا کرتے رہیں گے،

چناں چہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

(سورۃ الحشر: ۱۰)

ترجمہ:

اور وہ (مسلمان) جو ان کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (کنزالایمان)

قال عمر رضی اللہ تعالی عنہ دخل فی ھذا الفی کل من ھو مولود الی یوم القیامۃ فی الاسلام۔

اگر ایک مسلمان کی دعا دوسرے مسلمان کو نہیں پہنچتی اور اسے فائدہ نہیں دیتی تو یہ حکمِ دعا اور عملِ دعا فضول و لغو ٹھہرے گا۔

عاص بن وائل نے وصیّت کی کہ میری طرف سے (میرے فوت ہونے کے بعد) سو غلام آزاد کیے جائیں۔ حسبِ وصیّت اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کیے اور اس کے بیٹے عمرو نے ارادہ کیا کہ میں بھی اپنے باپ کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کروں اور کہا اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا جب تک حضور ﷺ سے نہ پوچھ لوں، پھر وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا قصّہ عرض کیا اور پوچھا: ''افاعتق عنه'' کیا میں اپنے باپ کی طرف سے باقی بچاس غلام آزاد کروں؟

فقال رسول اللهﷺ انه لو كان مسلمًا فاعتقتم عنه او تصدقتم عنه او حججتم عنه بلغه ذلك.

حضور علیه الصّلاۃ و السّلام نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے آزاد کرتے یا صدقہ و خیرات کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے یہ (یعنی اُن چیزوں کا ثواب) پہنچتا۔

(سننِ ابو داوٗد، ج ۲، ص، ۴۳؛ سننِ بیہقی، ج ۶، ص۲۷۹؛ المغنی لابن قدامہ ج۳، ص۵۲۱؛ مصنّفِ عبد الرزّاق، ج ۹، ص۶۱ تا ۶۲؛ مشکوٰۃ شریف، باب الوصایا، ص۲۶۶؛ طبعِ قدیمی کتب خانہ، کراچی۔)

امام المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث و محقق حنفی دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

دل علی ان الصّدقۃ لا تنفع الکافر ولا تنجیہ و علی ان المسلم ینفعہ العبادۃ المالیّۃ و البدنیّۃ۔

(لمعات ہامش مشکوٰۃ، ص۲۲۶)

مزید فرماتے ہیں:

"ازیں حدیث مفہوم شد کہ صدقہ سود ندارد کافر را و رستگاری نمے بخشد از عذاب و نیز معلوم شد کہ بمسلمان میرسد ثوابِ عبادتِ مالی و بدنی ہر دو۔"

(اشعۃ اللمعات، جلد۳، صفحہ ۱۰۰)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے اور اُسے نفع دیتا ہے بخلاف کافر کے کہ "مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود"، ہاں بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز فرض پڑھ دے تو اس کی نماز ادا نہ ہو گی۔ ہاں نماز کا ثواب بخشا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

من یضمن لی منکم ان یصلّی لی فی مسجد العشار رکعتین او اربعًا ویقول ھٰذہٖ لابی ھریرۃ۔

یعنی کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجدِ عشار میں میرے لیے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے یہ ابو ہریرہ کے لیے ہے (یعنی اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ کے لیے ہے)۔

(مشکوۃ شریف، کتاب الفتن، باب الملاحم، صفحہ ۴۶۸؛ سنن ابو داؤد، ج ۲، ص ۲۴۴، مطبوعہ مکتبۂ امدادیہ، ملتان)

اِسی طرح ہر عبادت کا ثواب بخشا جاسکتا ہے اور اسے پہنچتا ہے؛ علاوہ ازیں، بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہیں

والاحادیث والآثار فی ھذہ الباب اکثر من ان تحصی۔

یعنی اس باب میں احادیث و آثار شمار کرنے سے بھی زیادہ ہیں۔

(شرح عقائد، صفحہ ۱۲۳)

دعاء الاحیاء للاموات و صدقتھم ای صدقۃ الاحیاء عنھم ای عن الاموات نفع لھم ای للاموات خلافا للمعتزلۃ۔

یعنی زندوں کا وفات یافتہ مسلمانوں کے لیے دعا کرنا اور زندوں کا فوت شدہ مسلمانوں کی طرف سے صدقہ کرنا ان کے لیے نفع ہے بخلاف معتزلہ کے۔

(شرح عقائد، صفحہ ۱۲۲)

خاتم المحققین علّامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و یقرا یٰس لما ورد من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنھم یومئذ وکان لہ بعدد من فیھا حسنات (بحر بحوالۃ ردّ المحتار)فی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثمّ وھب اجرھا للاموات

اعطی من الجر بعدد الاموات(در)وفی شرح اللباب و یقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة و اوّل البقرة الی المفلحون و اٰیة الکرسی و آمن الرسول وسورة یٰس و تبارك الملك و سورة التکاثر و الاخلاص اثنی عشر مرّة اوعشرًا او سبعًا او ثلاثًا ثم یقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم اه تنبیه صرح علماؤنا.......بان الانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلٰوة او صومًا او صدقة او غیرها کذا فی الهدایة...الافضل لمن یتصدق نفلًا ان ینوی لجمیع المؤمنین و المؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجرة شیء اه هو مذهب اهل السنة و الجماعة ...و فی البحر من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابه لغیره من الاموات و الاحیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اهل السّنة و الجماعة کذا فی البدائع ثم قال و بهذا علم انّه لا فرق بین ان یکون المجعول له میّتًا او حیًّا و الظاهر انّه لا فرق بین ان ینوی به عند الفعل للغیر او یفعله لنفسه بعد ذلك یجعل ثوابه لغیره لاطلاق کلامهم وانّهٗ لافرق بین الفرض و النفل اه و فی جامع الفتاوٰی و قیل لا یجوز فی الفرائض اه...سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالك کاملًا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی و هوا لائق بسعة الفضل۔

(رَدُّ الْمُحْتَار، جلد۳، صفحہ ۱۴۱، طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت)

خلاصہ: یعنی جو گورستان میں داخل ہوا اور اس نے سورۂ یٰس پڑھ کر ان کو بخشی تو اس دن گورستان والوں سے اللہ عذاب میں تخفیف کرے گا اور اس کو اموات کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملیں گی اور ایک حدیث میں آیا کہ جس نے گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشا، اموات کی تعداد کے مطابق اس ثواب بخشنے والے کو ثواب ملے گا، قرآنِ پاک مختلف مقامات سے تلاوت کر کے اس کا ثواب وصال یافتہ حضرات کو یوں بخشے کہ اے اللہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں مخصوص شخص کو یا ان سب کو بخش دے۔

تنبیہ: ہمارے علمائے احناف نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ انسان کو از روئے شریعت اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو بخش دے، خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ، صدقہ ہو یا غیر صدقہ اور اس شخص کے لیے افضل یہ ہے جو نفلی صدقہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ سب مومن مردوں اور عورتوں کی نیّت کرے اس لیے کہ اس کا ثواب ان سب کو پہنچے اور اس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا۔ یہی اہلِ سنّت کا مذہب ہے ثواب بخشنے والا زندہ کو بھی ثواب بخش سکتا ہے اور مردے کو بھی، قبل از عمل بھی نیّت کر سکتا ہے اور بعد از عمل بھی، فرض بھی اور نفل بھی؛ ایک مرتبہ فاتحہ پڑھ کر اگر اہلِ مقبرہ کو بخش دے تو ان میں سے ہر ایک کو پوری فاتحہ کا ثواب ملے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْغَفَّار۔

امام سیّدی عبد الوہّاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و مذھب اھل السّنۃ ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہٖ۔

یعنی اہلِ سنّت کا مذہب یہ ہے کہ انسان اپنے ثواب کا عمل غیر کو بخش سکتا ہے۔

(کتاب المیزان للشعرانی، جلد ا، صفحہ ۲۱۰)

فاتحہ، تیجہ (قُل خوانی)، دسواں، چالیسواں، شش ماہی، سالانہ عرس، جمعراتیں، گیارھویں شریف، نیازِ امامین، سب اسی ایصالِ ثواب میں داخل ہیں کہ ان تقریبات میں جو کلام و طعام لِوَجْہِ اللہ ہوتا ہے اس کا ثواب وصال یافتہ حضرات کو بخشا جاتا ہے، باقی رہا جانوروں کو بہ نیّتِ ایصالِ ثواب اُن کی طرف منسوب کرنا یا ماکولات اور مشروبات دودھ شربت و پانی پر ان بزرگوں کا نام آنا بھی موجبِ حرمت نہیں ہے، بلکہ یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔

حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں فوت ہو چکی ہے تو (اس کی طرف سے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا "پانی"۔ تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یہ سعد کی ماں (متوفیہ) کا کنواں ہے۔

(سننِ ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ، ج ا، ص ۲۳۶؛ مسندِ احمد، ج ۵، ص ۲۸۵، ج ۶، ص ۷، رقم الحدیث ۲۲۸۳۶، ۲۵۳۴۶؛ سننِ بیہقی، ج ۴، ص ۱۸۵؛ سننِ نسائی کبریٰ، ج ۴، ص ۱۱۲، رقم الحدیث ۶۴۹۳؛ طبرانی کبیر، ج ۶، ص ۲۱، رقم الحدیث ۵۲۸۳؛ ابنِ عساکر، ج ا، ص ۲۴۸؛ سننِ سعید بن

منصور، ج۱، ص ۱۲۴، رقم الحدیث ۴۱۹؛ طبقاتِ ابنِ سعد، ج ۳، ص ۶۱۵؛ مصنّفِ ابنِ ابی شیبہ، ج ۸، ص ۲۳۲؛ سننِ نسائی مجتبیٰ، ج ۲، ص ۱۳۳؛ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹؛ شرح عقائد، صفحہ ۱۲۳)

اگر فوت شدہ کا نام پانی پر آنا اُس پانی کے حرام ہونے کا سبب بنتا تو حضرت سعد اس کنویں پر اُمّ سعد کا نام نہ آنے دیتے۔ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کا مطلب یہ ہے کہ بوقتِ ذبح جانور پر غیر اللہ کا نام نہ آئے؛ جان کا نکالنا خالقِ جان ہی کے نام پر ہو۔

(تفسیرِ خازن و مدارک، جلد ۱، صفحہ ۱۰۳)

قبل از ذبح یا بعد از ذبح بغرضِ ملکیت یا بغرضِ ایصالِ ثواب وغیرہ کسی کا نام جانور وغیرہ پر آنا یہ سببِ حرمت نہیں مثلاً یوں کہا جاتا ہے:

مولوی صاحب کی گائے، خان صاحب کا دُنبہ، ملک صاحب کی بکری، عقیقہ کا جانور، قربانی کا بکرا، ولیمے کی بھینس۔

اِن جانوروں پر جو غیر اللہ کا نام پکارا گیا تو کیا یہ حرام ہوگئے؟ ہرگز نہیں۔ یہی حکم گیارھویں کے دودھ و شیرینی، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب بکری اور منّت والے جانوروں کا ہے۔

(تفسیراتِ احمدیہ، ص ۴۵، ۴۴، طبع رحمٰن گل پبلشرز، پشاور)

باقی رہا تعیینِ یوم، تو یہ نہ فرض ہے نہ واجب۔ متفرق ایام میں بھی ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے، ہاں ان کے وصال والے دن کو دیگر ایام پر امتیازی شان حاصل ہے، بہ وجہِ فرمانِ خداوندِ تعالیٰ:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ؕ (سورۃ ابراھیم: ۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دِلا۔ (کنزالایمان)

کے۔ لہٰذا، اکثر و بیش تر تقریبات ان خاص دنوں میں منعقد ہوتی ہیں۔

باقی رہا جائز اور مستحب کام (ایصالِ ثواب بہ صورتِ گیارھویں وغیرہ) کو اتنا پابندی سے کیوں ادا کیا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی پابندی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام نے نمازِ فجر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تو اپنے امّید افزا اسلامی عمل کی مجھے خبر دے کیوں کہ میں نے تیرے جوتوں کی آواز اپنے آگے بہشت میں سُنی ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ دن ہو یا رات جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے (تحیۃ الوضو کی جو نفلی نماز ہے، نہ فرض ہے اور نہ ہی واجب) جتنی رکعتیں میرے مقدّر میں لکھی جاتی ہیں پابندی سے پڑھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، باب فضل الطھور باللیل و النّھار، رقم الحدیث (۱۱۴۹) و صحیح مسلم، باب من فضائل بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث (۲۴۵۸)؛ مشکوٰۃ، صفحہ ۱۱۶؛ الترغیب و الترھیب، ص ۵۴، رقم الحدیث (۳۵۱)؛ مطبوعہ دارِ ابنِ حزم، بیروت)

اس نفلی نماز کی پابندی کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہشت میں غلامانہ طور پر حضور ﷺ سے آگے چل رہے تھے۔ معلوم ہوا کسی نفلی یا استحبابی کام پر ہیشگی کرنا مع عدم الفرضیّۃ اعتقادًا او مع التّرك احیانًا موجبِ حرمت نہیں، بلکہ موجبِ سعادت ہے۔

امام المحدثین برکۃ رسول اللہ ﷺ فی الھند حضرت شیخ عبد الحق محدث و محقق دہلوی علیہ الرحمۃ گیارھویں شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

و قد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر و ھوالمتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ کذا ذکر شیخنا و سیّدنا السّیّد البھی الرضی الوصی ابو المحاسن سیّدی الشّیخ موسی الحسنی الجیلانی۔

یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے اور یہی اہلِ ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت محبوبِ سبحانی کی اولاد سے ہوں ان کے نزدیک بھی مشہور ہے جیسا کہ سیّدی و شیخی سیّد موسیٰ پاک ملتانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِیْ نے ذکر فرمایا ہے۔

(''مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃ''، صفحہ ۱۲۳)

مزید فرماتے ہیں:

فان قلت هل لهذا العرف الذی شاع فی دیارنا فی حفظ اعراس المشائخ فی ایام وفاتهم اصل فان كان عندك علم بذلك فاذكره قلت قدسالت عن ذلك شیخنا الامام عبد الوهاب المتقی المكی فاجاب بان ذلك من المشائخ و عاداتهم ولهم فی ذلك نیات...و قد ذكر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا فیه الیٰ جناب العزّة و حظائر القدس یرجی فیه من الخیر و الكرامة و البركة والنّورانیّة اكثر و اوفر من سائر الایّام۔

یعنی اگر تو کہے کہ کیا اس عرف کے لیے جو ہمارے دیار میں مشہور ہے کہ بزرگانِ دین کے یومِ وفات کی حفاظت بہ صورتِ عرس کی جاتی ہے کوئی اصل ہے اگر ہے تو بیان کرو؟ میں جواب دوں گا کہ میں نے اپنے شیخ سیّدی امام عبد الوہاب متقی مکی علیہ الرحمۃ سے یہ پوچھا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ یہ مشائخِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا معمول ہے اور اس میں ان کی (بہترین) نیات ہیں۔۔۔اور بعض متأخرین مشائخِ مغرب نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ دن جس دن میں وہ حضرات رب کی بارگاہ میں پہنچے اس دن میں خیر و کرامت، برکت و نورانیت کی زیادہ امّید ہے بہ نسبت اور دنوں کے۔

(”مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّة“، صفحہ ۱۲۴)

شیخ المحدثین حضرت شیخ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

واگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصدِ ایصالِ ثواب بروحِ ایشاں پختہ بخورند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور شیرینی کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ایصالِ ثواب کی نیّت سے پکاکر کھلادے تو جائز ہے، کوئی مضائقہ ہیں۔

(فتاوٰی عزیزی، جلد ۱، صفحہ ۵۰، مطبوعہ دیوبند)

مزید فرماتے ہیں:

طعامیکہ ثوابِ آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک می شود و خوردن بسیار خوب است۔

یعنی جس کھانے پر حضرات امامین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کریں اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھنا باعثِ برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی، جلد ۱، صفحہ ۷۸، مطبوعہ دیوبند)

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

پس در خوبی ایں قدر امر از مور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔

یعنی پس امورِ مروجّہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذرونیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

(صراطِ مستقیم، ص۵۵)

کتاب "وَجِیْزُ الصِّرَاط فِیْ مَسَآئِلِ الصَّدَقَاتِ وَالْاِسْقَاط" میں مصنّفِ علّام ابنِ مُلّا جیون علیھما الرحمۃ نے گیارھویں شریف کا بایں الفاظ مستقل عنوان کی حیثیت سے ثبوت کیا ہے:

"مسئلہ ۹ دربیانِ عرسِ حضرت غوث الثقلین بتاریخِ یازدہم ہر ماہ و بیان حکم خوردن نذرو نیاز و غیرہ صدقات مر اغنیا را۔ حضرت حامد قاری لاہوری درنذریت یازدہم گفتگوی طویل کردہ اندو او را صدقہ تطوّع قرار دادہ اند" (و صدقہ تطوّع اغنیارا نیز مباح است فیضی)۔

(وَجِیْزُ الصِّرَاط، صفحہ ۸۰)

و از ہمیں جنس است طعام یازدہم کہ عرسِ حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ عین الحسنین محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی سیّدنا و مولانا فرد الافراد ابی محمد الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی ست چوں مشائخ دیگر راعرسی بعد سال معین می کردند آں جناب را در ہر ماہے قرار داداہ اند۔

(وَجِیْزُ الصِّرَاط، صفحہ ۸۲)

یعنی حضرت غوث الثقلین کے عرس کے بیان میں جو ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہوتا ہے اور نذر ونیاز وغیرہ صدقات کھانے کے حکم کے بیان میں حضرت حامد قاری لاہوری نے گیارھویں شریف کی نذر کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے اور اس کو صدقۂ نفل قرار دیا ہے۔(اور صدقۂ نفل اغنیا کو بھی مباح ہے۔ فیضی)

اور گیارھویں کا طعام بھی اسی جنس سے ہے کہ حضرت غوث الثقلین، کریم الطرفین، قرۃ عین الحسنین ، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، سیّدنا و مولانا فرد الافراد ابی محمد الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کا عرس ہے، جیسے دیگر مشائخ کا عرس سال بعد معیّن کیا گیا ہے، حضرت محبوبِ سبحانی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا عرس ہر ماہ مقرر کیا گیا ہے۔

رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ”فیصلۂ ہفت مسئلہ“ میں فرماتے ہیں:

”نفسِ ایصالِ ثوابِ ارواح میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب، فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعثِ تقییدِ ہیئتِ کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معیّن کرنے کے فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔۔۔۔ جیسے نماز میں نیّت ہر چند دل سے کافی ہے، مگر موافقتِ قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے بھی کہنا مستحسن ہے

اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مُشَارٌ اِلَیہِ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضارِ قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اگر کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیتِ دعا کی بھی امّید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔۔۔۔اور گیارھویں حضرت غوثِ پاک قُدِّسَ سِرُّہٗ کی دسواں، بیسواں، چہلم، شش ماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشۂ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سرمنیِ حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وحلوائے شبِ براءت اور دیگر طریقِ ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔"

(فیصلۂ ہفت مسئلہ، صفحہ ۶ تا ۷)

مزید فرماتے ہیں:

"پس حق یہ ہے کہ زیارتِ مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصالِ ثواب و طعام بھی جائز اور تعیینِ تاریخ مصلحتاً بھی جائز تو سب مل کر بھی جائز رہا۔۔۔

مشرب فقیر کا اس امر میں یہ کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روحِ مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں، اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہے گاہے اگر

وقت میں وسعت ہوئی تو مولود (میلاد شریف) پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔"

(فیصلۂ ہفت مسئلہ، صفحہ ۸،۹)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

اور بعض محض اللہ تعالیٰ کے لیے نیاز دیتے ہیں اور ان کی نیّت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طعام کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچا دے، یہ جائز ہے اور ایسا طعام و شیرینی حلال ہے بلکہ ثواب ہے۔

(فتاوٰی اشرفیہ، ص ۱۵۳)

☆☆☆☆☆☆☆

بندۂ پروردگارم اُمّتِ احمد نبی ﷺ
دوست دارم چار یار تابع اولادِ علی رضی اللہ عنہ
مذہبِ حنفیّہ دارم ملّتِ حضرت خلیل علیہ السلام
خاک پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی